WAR

زنا بالجبر کے خلاف جنگ

نیوز لیٹر

شمارہ نمبر۱ / جلد نمبر۱

جون ۱۹۹۰ء

انسانی جان اور عزت کا تحفظ ہر شخص کا بنیادی حق ہے۔ زنا بالجبر اور مجرمانہ حملہ اس حق کی خلاف ورزی ہے۔

وار وار اگینسٹ ریپ، ویمن ایکشن فورم کراچی کی ایک سب کمیٹی ہے۔ یہ انصاف اور امن کے ذریعے انسانی وقار کے تحفظ کی جدوجہد ہے — وار کو اپنی اس جدوجہد میں کامیابی کے لئے انسانی اور مالی وسائل کی فراہمی کی ضرورت ہے۔

وار کے مقاصد

زنا بالجبر کے بارے میں خاموشی کے خاتمے کے لئے عورتوں اور بچوں کے جنسی استحصال اور زنا بالجبر کی وارداتوں کے بارے میں دستاویزات مرتب کرنا۔

۲۔ زنا بالجبر کا شکار ہونے والی عورتوں اور/یا ان کے خاندان اور دوستوں سے رابطہ قائم کرنا۔

۳۔ زنا بالجبر کا شکار ہونے والی عورتوں اور ان کے خاندان اور دوستوں کو قانونی، طبّی اور نفسیاتی امداد فراہم کرنا۔

۴۔ زنا بالجبر اور جنسی استحصال کے بارے میں شعور بیدار کرنے کے لئے:

i۔ ان نفسیاتی اور سماجی عناصر کے بارے میں معلومات فراہم کرنا جو اس موضوع پر خاموشی کا سبب بنتے ہیں۔

ii۔ زنا بالجبر کا شکار ہونے والی عورت اور اس کے قریبی لوگوں پر اس واردات سے پڑنے والے تباہ کن ذہنی، جسمانی اور سماجی اثرات کے بارے میں معلومات فراہم کرنا۔

iii۔ مختلف آبادیوں میں اجلاس منعقد کرنا۔

iv۔ اسکولوں، کالجوں اور غیر سرکاری اداروں میں پریزنٹیشن کرنا۔

۵۔ زنا بالجبر کا شکار ہونے والی عورتوں ان کے خاندانوں اور دوستوں کی قانونی طبی اور نفسیاتی امداد حاصل کرنے کے سلسلے میں حوصلہ افزائی کرنا۔

۶۔ متاثرہ عورتوں اور ان کے خاندانوں کے لیے پیشہ ورانہ امداد کے ذرائع کو متحرک کرنا۔

۷۔ اس بھیانک جرم کے سلسلے میں تشویش رکھنے والے افراد کو ایک فورم مہیا کرنا تاکہ وہ وار میں عملی طور پر اراکین یا تائید کرنے والوں کے طور پر شامل ہو سکیں۔

۸۔ پولیس کے اعلیٰ افسران سے مستقل رابطہ رکھنا اور اس سلسلے میں ان کو ذمہ داری کا احساس دلانا۔

۹۔ عورتوں کی خود حفاظتی کے طریقے سیکھنے میں حوصلہ افزائی کرنا۔

۱۰۔ زنا بالجبر اور جنسی استحصال کے شکار ہونے والے افراد کی قانونی پوزیشن کا جائزہ لینا اور اس سے متعلقہ قوانین کی کمزوریوں کی نشاندہی کر کے ان میں تبدیلیاں تجویز کرنا۔

۱۱۔ غیر سرکاری اداروں وار اور عوام کی رائے عامہ کو منظم کرنا تاکہ:

i۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں پر سماجی دباؤ ڈالا جا سکے کہ وہ تمام شہریوں، خصوصاً عورتوں اور بچوں کو تحفظ فراہم کریں۔

ii۔ ہر تھانے کے علاقے میں شہریوں کے گروپ قائم کرنا اور ان کے ذریعے تھانے کے ایس ایچ او سے رابطہ رکھنا۔

۱۲۔ وار کی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لیے مالی وسائل فراہم کرنا۔

زنا بالجبر کا خطرہ عورت کے عدم تحفظ کا انتہائی نقطہ ہے۔ اگرچہ مختلف افراد اور انجمنوں نے عورتوں کے حقوق کے سلسلے میں واضح اور بلند طور پر آواز اٹھائی ہے، لیکن زنا بالجبر کے خطرے کے بارے میں خاموشی چھائی رہی ہے۔ زنا بالجبر کی واردات کا نشانہ بننے والے فرد کو ایک ایسے عذاب میں مبتلا کر دیتی ہے، جس کو اسے خاموشی سے برداشت کرنا پڑتا ہے۔ وار کا یقین ہے کہ اس خاموشی کو ٹوٹنا چاہیے۔ لیکن اس واردات کا شکار بننے والوں کی گمنامی کو قائم رکھ کر وار ویمن ایکشن فورم کی ایک سب کمیٹی ہے، جس کے ذریعے فورم زنا بالجبر کا نشانہ بننے والی عورتوں، ان کے خاندانوں اور دوستوں کو امداد فراہم کرنے کی جدوجہد کرے گی۔

وار میں شامل ہو کر انسانیت پر مبنی معاشرے کی تشکیل کے لیے جدوجہد کیجئے۔

وار میں شامل ہو کر انسانی وقار کی حفاظت کی جدوجہد کیجئے۔

جو افراد وار میں شامل ہونا یا اس کی حمایت کرنا چاہیں، یا جن افراد کو وار

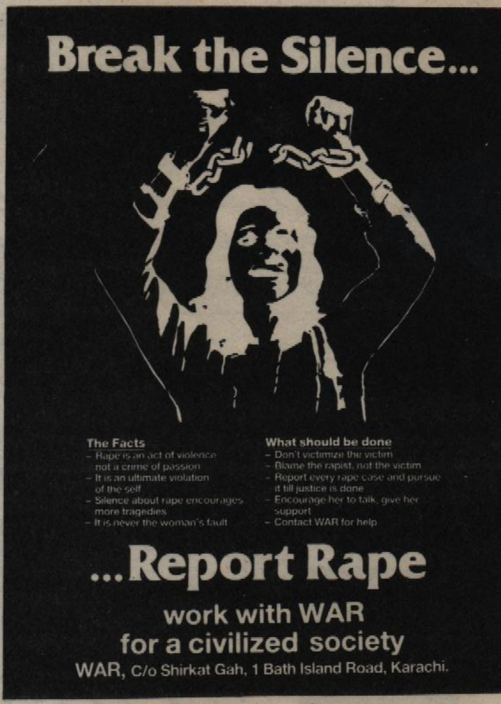

کی امداد کی ضرورت ہو، وہ اس پتے پر رابطہ قائم کریں۔

وار معرفت شرکت گاہ
۱، باتھ آئی لینڈ روڈ
کراچی: ۷۵۵۳۰

اداریہ

وار اگینسٹ ریپ وار نے اپنے قیام سے ایک سال سے کچھ زیادہ کے عرصے میں خاصا سفر طے کیا ہے، لیکن ابھی بہت طویل سفر طے کرنا باقی ہے۔ اس کے وجود کی بنا پر اب لوگ یہ سوچنے لگے ہیں کہ آخر کسی ادارے نے کبھی زنا بالجبر کو ایک عام بحث کا موضوع بنانے کی، اور عورت کے خلاف اس قدیم اور انتہائی درجے کے تشدد کو للکارنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔ شاید وار ان عورتوں اور مردوں کے شعور کے ایک نئے مرحلے کی عکاسی کرتی ہے جو اپنے اردگرد کے حالات پر فکرمند ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ لوگ ابھی تک زنا بالجبر اور بے حرمتی کے معاملات پر کم فکرمند تھے، لیکن شاید اب تک ہم اپنی بات کہنے سے خوف زدہ تھے اور اب ہم نے اس خوف پر قابو پالیا ہے۔ ایک خاموشی جو اس شدید ترین بہیمانہ جرم کے خلاف ہماری آواز کو دبائے ہوئے تھی، اب ٹوٹ چکی ہے۔ لیکن احتجاج کی آوازیں ابھی تک بہت کمزور ہیں۔ ان آوازوں کو زیادہ زور پکڑنے کی ضرورت ہے، اور ہمیں یقین ہے کہ ہماری آوازیں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ زیادہ بلند اور واضح ہوتی جائینگی۔

ہمارے اس نیوزلیٹر کا مقصد یہ ہے کہ اپنی آواز بلند کرنے میں آپ کی ہمت بڑھائی جائے تاکہ آپ آگے آئیں، اپنی فکر کا اظہار کریں اور عملی قدم اٹھائیں۔

وار عمل کی دعوت دیتی ہے۔ فوری عمل کی! ہم اپنے معاشرے میں جاری غیرانسانی افعال پر احتجاج کرنے میں پہلے ہی بہت دیر کر چکے ہیں، لیکن اب اس کا آغاز ہو چکا ہے۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ آپ کی شرکت کے ساتھ ہم اپنی اس سابقہ کوتاہی کا ازالہ کرلیں گے، اور ساتھ مل کر انسانیت پر مبنی ایک منصفانہ اور پرامن معاشرے کی تخلیق کے لیے کام کریں گے۔

WAR

کوثر ایس کے

یہ مارچ ۱۹۸۹ء کا ذکر ہے کہ عورتوں کے ایک گروپ سے یہ سوال کیا گیا: "آپ لوگوں کے خیال میں کتنی عورتیں گھر میں ڈکیتی کی واردات کے دوران زنا بالجبر کا شکار ہو رہی ہیں؟" گروپ کے ارکان سکتے میں آگئے۔ ان کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا۔ ایک ایسی حقیقت سے ان کا سامنا ہوا جس کے بارے میں انہیں گمان تک نہ تھا۔ سال بھر پہلے زنا بالجبر کی ایک واردات ان کے علم میں لائی گئی تھی اور گروپ کے ارکان نے متاثرہ عورت کو قانونی امداد فراہم کی تھی۔ لیکن اب حالات مختلف ہیں۔ مسلح ڈکیتیوں کے ساتھ زنا بالجبر کے بڑھتے ہوئے واقعات سے ایک انتہائی خطرناک صورتحال پیدا ہو چکی ہے۔

اس سوال سے سامنا ہونے کے بعد تین مہینے تک عورتوں کے اس گروپ کے کئی اجلاس ہوئے اور غور و فکر کے بعد ایک لائحۂ عمل تیار کیا گیا۔ پہلا قدم زنا بالجبر کی بڑھتی ہوئی وارداتوں پر فوری ردعمل کا اظہار تھا۔ وزیراعظم اور صدر پاکستان کو اس تشویش ناک صورتحال سے آگاہ کرنے کے لیے برقیے ارسال کئے گئے۔ وفاقی وزراء، قومی و صوبائی اسمبلیوں کے اسپیکروں، گورنر اور وزیراعلیٰ سندھ، انسپکٹر جنرل پولیس سندھ، قومی اور سندھ اسمبلی کے ارکان اور سیاسی پارٹیوں کے رہنماؤں کو بھی اس صورتحال سے مطلع کیا گیا۔ تار کا متن اخباروں کو جاری کیا گیا اور تعارفی خط کے ساتھ متعدد شہری و دیہی غیر سرکاری انجمنوں کو بھیجا گیا۔ غیر سرکاری تنظیموں سے رابطے کا مقصد نہ صرف انہیں زنا بالجبر کی بڑھتی ہوئی وارداتوں کے بارے میں مطلع کرنا تھا بلکہ اس کے سدباب کے لئے اجتماعی طور پر ٹھوس اقدامات کرنے پر آمادہ کرنا تھا۔ خط میں کہا گیا تھا:

"ہم چاہتے ہیں کہ آپ اپنی تنظیم میں اس مسئلے پر بحث شروع کریں اور اپنی تنظیم کے ذریعے ایسے عملی قدم اٹھائیں جن سے پولیس پر دباؤ پڑے کہ وہ تمام لوگوں کے تحفظ کے لئے اپنا فرض ادا کرے۔"

اس مہم کا پہلا مرحلہ (تار، خطوط اور اخباری بیانات جاری کرنے کا مرحلہ) ختم ہونے سے پہلے ہی دوسرے مرحلے کی کارروائیوں کا آغاز ہو چکا تھا۔ رائے عامہ کو جگانے اور پولیس اور انتظامیہ کو ڈاکوؤں اور اغوا کرنے والوں کی سرکوبی پر آمادہ کرنے کے لئے متعلقہ افراد اور اداروں کے تعاون کی ضرورت تھی۔

اس مقصد کے لئے بلایا جانے والا پہلا اجلاس اس لحاظ سے مایوس کن تھا کہ اس میں صرف ۱۳ افراد نے شرکت کی، جن میں زیادہ تر عورتیں تھیں۔ لیکن ایک سابق انسپکٹر جنرل سے غیر رسمی گفتگو مفید رہی۔ اگلے اجلاس میں ۳۰ افراد شریک ہوئے اور ان میں سے اکثر اس کمیٹی کے رکن بنے جو زنا بالجبر کے مسئلے کو اٹھانے کے لئے قائم کی گئی۔ اس کمیٹی کو "وار اگینسٹ ریپ" یا "زنا بالجبر کے خلاف جنگ" کا نام دیا گیا۔

اجلاس میں شرکت کرنے والوں کے گروپ نے جب تیزی سے بڑھتی ہوئی لاقانونیت کی روشنی میں اس جرم کے بارے میں گفتگو شروع کی تو ان کی بہت سی یادیں جاگ اٹھیں۔ بہت سے اراکین کو زنا بالجبر کے وہ واقعات یاد آئے، جن کے بارے میں انہوں نے سنا تھا لیکن اکا دکا واقعات سمجھ کر زیادہ اہمیت نہ دی تھی۔ انہوں نے اس جرم کے پھیلاؤ اور کثرت پر کبھی غور نہ کیا تھا اور اس طرح غیرارادی طور پر عورتوں کے خلاف اس بھیانک ترین اور متواتر تشدد کو نظرانداز کر دیا تھا لیکن اس پر بات شروع ہوئی تو ایک اجتماعی تناظر ابھرا۔

"چند سال پہلے میرے شوہر کے خاندان کے ایک نوبیاہتا جوڑے کے گھر میں ڈکیتی کی واردات ہوئی۔ اس واقعے کے فوراً بعد جوڑے میں علیحدگی ہوگئی، ہوسکتا ہے عورت کے ساتھ زنا بالجبر کیا گیا ہو۔۔" ایک رکن نے کہا۔

"میں ایک لڑکی کو جانتی ہوں جسے شام کے وقت اغوا کیا گیا اور صبح کو وہ ایک ہوٹل کے سامنے نیم بے ہوشی کی حالت میں پائی گئی۔ لڑکی یا اس کے گھر والوں نے آج تک اس بات کا تذکرہ نہیں کیا، لیکن جن لوگوں کو اس واقعے کا علم ہے ان کو یقین ہے کہ لڑکی کو زنا بالجبر کا نشانہ بنایا گیا" دوسری بولی۔

"پچھلے سال ایک مسلح شخص میری خالہ کے گھر میں گھس آیا۔ وہ کافی بوڑھی ہیں اور تنہا رہتی ہیں۔ پہلا جملہ جو ڈاکو نے بولا وہ یہ تھا، تم خوش قسمت ہو کہ جوان نہیں، شکر کرو۔"

"میری رشتے کی بہن نے ایک واقعہ بتایا جو اس کے دوست کی موجودگی میں پیش آیا تھا، جب وہ اندرونِ سندھ میں ایک بس میں سفر کر رہا تھا۔ ڈاکوؤں نے راستے میں بس کو رکوالیا اور مسافروں کو لوٹنے کے بعد وہ ایک عورت کو بس

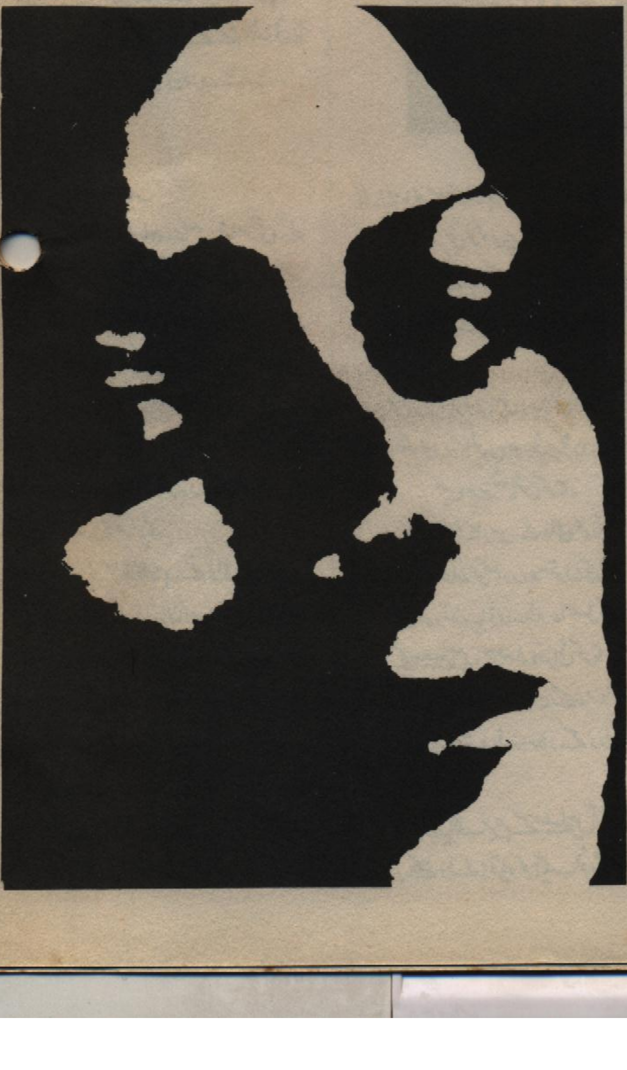

سے اتار کر جھاڑیوں میں لے گئے اور بیس منٹ بعد اس کو واپس لائے۔ تمام مسافروں کو بخوبی علم تھا کہ عورت کے ساتھ کیا کیا گیا، لیکن وہ سب خاموش رہے"۔

اس اجلاس کے دوران میں ایک کے بعد ایک اراکین زنا بالجبر کے واقعات بتاتی رہیں۔ بعد کے اجلاسوں میں مزید واقعات سامنے آئے۔ جیسے جیسے عورتیں کھل کر بولتی گئیں۔ ہولناک واقعات سامنے آتے گئے۔

"ایک لڑکی کو اس کے بھائی نے زنا بالجبر کا نشانہ بنایا اور بیوہ ماں بے بسی کے عالم میں دیکھتی رہی"۔ (ایک ڈاکٹر)

دو لڑکے اغوا ہوئے اور ان کے ساتھ جنسی تشدد کیا گیا تھا۔ ان میں سے ایک لڑکے کی ماں اجلاس میں شریک تھی۔ وہ پہلے تو چپ رہی۔ پھر بولی "... لیکن کیا کیا جا سکتا تھا؟ مجھے معلوم ہے میرے بیٹے پر تشدد کرنے والے کون ہیں۔ وہ میرے محلے ہی میں رہتے ہیں ... محلے کے بڑے غنڈے۔ کس کی مجال ہے کہ ان کے خلاف رپورٹ کرے"؟

ایک ایسی لڑکی کا واقعہ بھی بیان ہوا جسے اس کے خاندان کے ایک جاننے والے شخص نے اغوا کیا اور تین دن بعد لڑکی واپس آئی۔ اس کے والدین سکتے میں تھے "اب عزت تو گئی..." انہوں نے کہا۔

جیسے جیسے وار کی اراکین کی تعداد میں اضافہ ہوگا، اس کا کام بھی بڑھتا جائے گا۔ وار کی اراکین کو اس بات کا احساس ہے کہ یہ کام ایسا نہیں ہے جس کے نتائج جلد ظاہر ہو جائیں۔ اس کے باوجود مخصوص اقدامات کیلئے معیاد مقرر کی جائے گی۔

مثال کے طور پر وار نے عزم کیا ہے کہ زنا بالجبر کے واقعات کے بارے میں چھائی ہوئی خاموشی کو توڑنے کے لئے زنا بالجبر اور جنسی تشدد کی دیگر وارداتوں کے بارے میں دستاویزات مرتب کی جائیں گی اور عورتوں پر جنسی تشدد سے پڑنے والے طبی، نفسیاتی اور سماجی اثرات کا جائزہ لینے کے لئے ایک سیمینار منعقد کیا جائے گا۔

لیکن وار کو احساس ہے کہ محض چند واقعات کو ایک بار جمع کر دینا کافی نہ ہوگا بلکہ جنسی تشدد کے واقعات پر ماہانہ اور سالانہ بنیادوں پر نظر رکھنے کے لئے اطلاعات کا ایک نظام وضع کرنا ہوگا۔

اسی طرح پہلے سیمینار کے بعد مزید سیمینار، اجلاس اور ورک شاپس منعقد کرنے کی ضرورت ہے جن کے ذریعے غیر سرکاری انجمنوں، والدین، عورتوں اور لڑکیوں کا شعور بیدار کیا جائے۔ یہ سیمینار اور ورک شاپس اسکولوں، کالجوں اور محلوں میں بھی کی جائیں گی۔

اس کے علاوہ ایک بڑی اہم ضرورت زنا بالجبر کا نشانہ بننے والی عورتوں اور ان کے خاندانوں اور دوستوں کو امداد فراہم کرنے کی ایک باقاعدہ سروس کی ہے۔

وار نے جو جدوجہد شروع کی ہے اس کے طویل ہونے کا احساس بعض لوگوں میں مایوسی کا سبب بن سکتا ہے لیکن تمام اراکین کو یقین ہے کہ وار انصاف اور امن کے ذریعے انسانی وقار کی جدوجہد ہے۔ اس جدوجہد کے لئے انسانی اور مالی وسائل کی ضرورت ہے۔ وار کی کامیابی یا ناکامی ہمارے معاشرے کی ترجیحات اور احساسِ ذمے داری کی عکاس ہوگی۔

WAR
اور "شہری پولیس رابطہ کمیٹی" کے درمیان تعاون

چونکہ وار اور شہری پولیس رابطہ کمیٹی .C.P.L.C دونوں اس ملک کو ایک بہتر اور پُرامن جگہ بنانے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ اس لئے ان دونوں نے ایک دوسرے سے تعاون کے لئے ایک مخصوص میدان منتخب کیا ہے یعنی زنا بالجبر اور مجرمانہ حملے کی شکار ہونے والی عورتوں کو پولیس کی امداد مہیا کرنا۔ اس سلسلے میں ابھی تک اٹھائے گئے چند قدم یہ ہیں؛

۱۔ وار ورکنگ گروپ کے سامنے .C.P.L.C کے اراکین کی پریزنٹیشن جس میں انھوں نے .C.P.L.C کے مقاصد اور طریقہ کار کی وضاحت کی۔

۲۔ وار کی چند اراکین نے .C.P.L.C کے اجلاسوں میں شرکت کی جس میں باہمی تعاون کا لائحہ عمل طے کیا گیا۔ اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ وار کی کوئی رکن یا زنا بالجبر یا مجرمانہ حملے کی شکار کوئی عورت خود .C.P.L.C کے اراکین سے رابطہ قائم کر کے ایف آئی آر درج کرانے میں پولیس کی خصوصی مدد کی درخواست کر سکتی ہے۔ وار کی اراکین کو پولیس اسٹیشنوں اور .C.P.L.C کے اراکین کے فون نمبر مہیا کیے گئے۔

۳۔ وار اور .C.P.L.C نے بعض دوسرے گروپوں کے ساتھ مل کر ایک دولتمند صنعت کار کے ساتھ جس کے خاندان نے ایک کمسن ملازمہ پر بہیمانہ تشدد کیا تھا، ایک بیرونِ عدالت معاہدہ کرنے کے لئے کام کیا۔ صنعت کار کو اس بات پر آمادہ کیا گیا کہ وہ کمسن ملازمہ کے خاندان کو ڈیڑھ لاکھ روپے بطور ہرجانہ ادا کرے۔

"چلڈرن اِن سیف ہینڈز" کے نمائندوں نے مارچ ۱۹۹۰ء میں وار کے ایک عام اجلاس میں شرکت کی اور ایک پریزنٹیشن کی۔

"چلڈرن اِن سیف ہینڈز" بچوں سے بدسلوکی اور بے اعتنائی کے خلاف کام کرنے والا ایک ادارہ ہے جس کا مقصد ان مسائل کے سلسلے میں لوگوں کا شعور بیدار کرنا، لوگوں کو اس بارے میں تعلیم دینا، ان مسائل کے سلسلے میں آبادی کی ضروریات کا درست تخمینہ لگانا اور اسے کسی مناسب فرد کے سپرد کرنا تاکہ وہ اس سلسلے میں عملی قدم اٹھا سکے، شامل ہیں۔

ہمارا زور بچوں کے ساتھ جنسی بدسلوکی کے علاوہ گھر پر یا اسکول میں بے جا جسمانی تشدد پر بھی ہے۔ ہم بچوں، ان کے والدین اور تمام لوگوں میں اس بات کا شعور بیدار کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔

زنا بالجبر کی وارداتوں کے بارے میں معلومات کی فراہمی

وار پاکستان میں ہونے والی زنا بالجبر کی ان تمام وارداتوں سے متعلق معلومات اکٹھا کر رہی ہے۔ جن کی رپورٹ درج کرائی گئی اور جن کے مقدمات کی پاکستان کی مختلف عدالتوں میں سماعت ہوئی۔ ان معلومات کو جمع کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پاکستانی معاشرے میں زنا بالجبر کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں حقائق اور رجحانات کا جائزہ لینا ممکن ہو سکے۔ اس مطالعے کا آغاز عدالتوں کے مقدمات کے پچھلے دس سال کے ریکارڈ کی چھان بین سے ہوا۔ اس کام میں مزید چھ ماہ لگنے کی توقع ہے، جس کے اختتام پر وار ایک کتابچے کی شکل میں پاکستان میں زنا بالجبر کے موضوع پر ایک جامع رپورٹ شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

روٹری کانفرنس میں WAR کی پریزنٹیشن

وار کی اراکین کو روٹری کلب کی جانب سے ان کی سالانہ کانفرنس کے موقع پر ۱۶ مارچ ۱۹۹۰ء کو ایک پریزنٹیشن دینے کی دعوت دی گئی۔ اس کانفرنس کا موقع تھا "سماجی برائیوں کے خلاف جنگ"!

وار کی دو اراکین نے مشترکہ طور پر تقریباً ۲۵۰ حاضرین کے سامنے پریزنٹیشن کی۔ وار کے قیام اور اس کے مقاصد کے مختصر سے تعارف کے بعد زنا بالجبر کا شکار ہونے والی عورتوں کو پیش آنے والے جذباتی صدمے اور قانونی اور سماجی مسائل پر بات کی گئی۔

پریزنٹیشن کے آخر میں ایک مختصر سوال نامے میں اٹھائے گئے سوالات کے جواب دیئے گئے۔ یہ سوال نامہ جو اراکین کو پہلے سے فراہم کر دیا گیا تھا۔ اور جس میں زنا بالجبر کے بارے میں مروجہ غلط روایات اور خیالات سے بحث کی گئی تھی، حاضرین میں بہت سے جذباتی ردعمل پیدا کر کے ایک جاندار گفتگو کا باعث بنا۔

وار کی اراکین کے سامنے آنے والے بیشتر سوالات اور تبصروں کا تعلق حدود آرڈی نینس سے عورتوں پر پڑنے والے نقصان دہ

اثرات سے تھا۔ ایک رکن نے خیال ظاہر کیا کہ صرف زنا بالجبر کے مجرم کے لئے سزائے موت کا قانون اس جرم کو روک سکتا ہے۔ اس سلسلے میں ملائشیا کی مثال پیش کی گئی۔

کئی اراکین کی تجویز پر ایک قرار داد منظور کی گئی جس میں پاکستان میں بھی زنا بالجبر کے مجرم کو سزائے موت دینے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

مجموعی طور پر پریزنٹیشن کے بارے میں حاضرین کا ردِعمل حوصلہ افزا تھا اور بہت سے اراکین نے واد کی کارکنوں کو زنا بالجبر جیسے "ممنوعہ" موضوع کے بارے میں لوگوں کا شعور بیدار کرنے پر مبارک باد دی۔

پشاور سے تعلق رکھنے والے ایک وکیل اور ایک تاجر نے پشاور میں اسی مقصد کو آگے بڑھانے میں دلچسپی ظاہر کی۔ کراچی جمخانہ کمیٹی کی طرف سے اسی قسم کی ایک پریزنٹیشن جمخانہ میں مستقبل قریب میں کرنے کی دعوت دی گئی۔

روٹری کلب کے اراکین نے واد کے رجسٹر میں اپنے نام درج کیے تاکہ اس سلسلے میں تیار ہونے والی مطبوعات انھیں بذریعہ ڈاک بھیجی جاسکیں۔

زنا بالجبر- مغالطے اور حقیقت

ڈاکٹر رفعت زمان

▲

میں نے دفتر کا دروازہ بند کیا اور اس کے برابر میں آکر بیٹھ گئی۔ اس کی آنکھوں کے نیچے گہرے سیاہ حلقے، مضطرب انداز اور جلد کی پیلاہٹ ابھی تک میرے ذہن پر نقش ہے۔

"میرے ساتھ زنا بالجبر کیا گیا ہے"۔ اس نے آہستہ سے، بڑے ضبط کے ساتھ کہا۔ مجھے لگا میرے اندر کوئی چیز ریزہ ریزہ ہوگئی ہے۔ میں اس حادثے کو اتنے قریب دیکھ کر کانپنے لگی۔ یہ کوئی ایسا واقعہ نہ تھا جو مجھے کسی نے کسی اور کے بارے میں سنایا ہو۔ وہ میرے سامنے بیٹھی تھی اور یہ اسی کے ساتھ ہوا تھا۔

"میں کیا کروں؟" وہ بولتی رہی۔ "میں اس کے بارے میں سوچنا بند نہیں کرسکتی۔ کیا مجھے اپنے ذہن سے اس واقعے کو کھرچ ڈالنے کی کوشش کرنی چاہیے؟" "ہاں" میں نے بے بسی سے کہا۔ میں نہیں جانتی تھی کہ اس کے سوا کیا کہوں، اس کا سامنا کس طرح کروں۔ اس کی آواز میں ایک ناقابلِ بیان کرب تھا جب وہ بولی: "مجھے اپنے آپ سے گھن آنے لگی ہے"۔ مجھے اپنے اندر غصے کی ایک لہر محسوس ہوئی جس نے مجھے صدمے اور بے یقینی کی کیفیت سے نکال لیا اور میں نے خود کو اسے تسلی دیتے ہوئے پایا۔

تب، ایک بار پھر، میں نے خود کو بے بسی کے کنوئیں میں ڈوبتا محسوس کیا اور میں سوچنے لگی کہ یہ عورت اس صورتحال کا سامنا کس طرح کررہی ہوگی۔ ایک نفسیاتی معالج کے طور پر اپنی تمام تربیت اور تجربے کے باوجود زنا بالجبر ایک ایسی چیز تھی جس پر میں نے نہ تو زیادہ توجہ دی تھی اور نہ اس کی شکار عورتوں سے میرا سابقہ پڑا تھا۔ میں سمجھتی تھی کہ یہ مغربی معاشرے کا مسئلہ ہے اور یہ واقعہ ان عورتوں کے ساتھ ہوتا ہے جنہوں نے خود کو اس خطرے میں ڈال لیا ہو۔ ایک لمحے میں یہ سارے افسانوی خیالات، جس میں میں بلاشبہ دوسرے بہت سے لوگوں کے ساتھ مبتلا تھی میرے ذہن سے صاف ہوگئے۔

تمام عورتیں، چاہے ان کی عمر، طبقہ، رنگ، ذاتی کردار، نسلی یا ثقافتی پس منظر کچھ بھی ہو، زنا بالجبر کے خطرے کا شکار ہیں۔

زنا بالجبر ایک تشدد کا جرم ہے جس میں جنسی عمل کو ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ جب تک لوگ اسے ایک جذباتی جرم سمجھنے کی غلط فہمی میں مبتلا رہیں گے۔ زنا بالجبر کا نشانہ بننے والی عورتوں کو مطعون کرنا جاری رہے گا۔

ہمارے ملک میں تشدد کے رجحان میں خطرناک اضافے کے ساتھ ہمیں ان افسانوی تصورات کا زیادہ سے زیادہ شعور ہونا چاہیئے۔ جنہوں نے اس بہیمانہ جرم کی ہولناکی پر پردہ ڈال رکھا ہے۔ ان تصورات کی بنا پر لوگ زنا بالجبر کا شکار بننے والی عورتوں کی زندگیوں پر اس کے تباہ کن اثرات کا احساس کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ ان میں سے چند سب سے زیادہ عام اور مضبوط تصورات یہ ہیں:

۱۔ "صرف وہ عورتیں جو رات کے وقت تنہا باہر نکلتی ہیں یا کسی اور طرح خود کو خطرے میں ڈالتی ہیں، وہ زنا بالجبر کا شکار ہوتی ہیں"۔

حقیقت یہ ہے کہ زنا بالجبر کی وارداتیں ہر جگہ ہوتی ہیں۔ محمود بوٹی کیس اور سول اسپتال کراچی کی دو نرسوں کو پیش آنے والا حالیہ واقعہ ان بے شمار واقعات میں سے دو مثالیں ہیں جو اس تصور کو غلط ثابت کرتے ہیں۔ اول الذکر واقعے میں سائیں لال دین کے گھر میں گھس کر، مردوں کے ہاتھ پیر باندھ دیئے گئے اور عورتوں کو، بندوق کے زور پر، زنا بالجبر کا نشانہ بنایا گیا۔ سول ہسپتال والے واقعے میں نرسیں ایک ہسپتال کے وارڈ میں، جہاں وہ کام کرتی تھیں۔ زنا بالجبر کا شکار ہوئیں۔

۲۔ "صرف نوجوان اور پُرکشش (مغرب زدہ) لڑکیاں زنا بالجبر کا نشانہ بنتی ہیں، خصوصاً اس صورت میں جب وہ اشتعال انگیز لباس پہن کر خود اسے دعوت دیتی ہیں"۔

اس تصور کی بنیاد اس عقیدے پر ہے کہ زنا بالجبر پر اکسانے والی شے تشدد نہیں بلکہ جنسی خواہش ہے۔ اس بنیادی غلط فہمی ہی کی وجہ سے زنا بالجبر کے جرم کا سب سے المناک پہلو سامنے آتا ہے۔ یعنی مجرم کی بجائے جرم کا شکار ہونے والی عورت کو الزام دیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے تمام عورتیں، شکل صورت، عمر، لباس اور طبقے سے قطع نظر اس خطرے کا شکار رہتی ہیں۔ محمود بوٹی کیس میں جن عورتوں کو اجتماعی طور پر زنا بالجبر کا نشانہ بنایا گیا ان کی عمریں ۱۶ سے ۶۰ سال تک کی تھیں۔ ساہیوال کی صفیہ، جس کے ساتھ اس کے پڑوسی اور پڑوسی کے بیٹے نے زنا بالجبر کیا، اندھی تھی۔ الور بی بی اور فاطمہ بی بی، جو پولیس کے ہاتھوں زنا بالجبر کا شکار ہوئیں، ایک بھٹہ مزدور نذیر احمد کے گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں اور انھوں نے کسی بھی طرح سے مجرموں کو اس جرم پر نہیں اکسایا تھا۔

۳۔ "پردہ کرنے والی اور اسلامی اصولوں کی پابندی کرنے والی عورتیں زنا بالجبر سے محفوظ رہتی ہیں"۔

اگر آپ ایک لمحہ غور کریں تو آپ پر واضح ہوجائے گا کہ کسی عورت کی بے باکی سے پیدا ہونے والا اشتعال پولیس کے ظلم و تشدد یا مسلح ڈاکوؤں کے گھر میں گھس کر یہ بہیمانہ جرم کرنے کی وجہ ہرگز نہیں ہوتا۔

۴۔ "زنا بالجبر کا ارتکاب کرنے والے مرد نارمل انسان نہیں ہوتے"۔

مجرم کو ایب نارمل قرار دے کر ہم گویا اسے اس عمل کی ذمے داری سے آزاد کردیتے ہیں۔ صرف ایک پہلو جس کی بنا پر زنا [illegible] مجرم کو "ایک نارمل" مرد سے مختلف قرار دیا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ اس میں تشدد کا رجحان زیادہ ہوتا ہے۔ زنا بالجبر کے مجرموں کی بہت تھوڑی سی تعداد ایسی ہے۔ جنھیں نفسیاتی مریض قرار دیا جاسکے۔ محض زنا بالجبر کی چند وارداتوں کا جائزہ لینا، یا جنگ کے دوران فوجیوں کے طرزِ عمل کو یاد کرنا یہ جاننے کے لیے کافی ہے کہ زنا بالجبر کا ارتکاب کرنے والوں میں طلباء، ڈاکٹر، انجنیئر، پولیس والے اور یہاں تک کہ نہایت شفیق نظر آنے والے مرد رشتے دار بھی شامل ہیں۔ مختصر یہ کہ زنا بالجبر کے مجرموں میں مختلف تعلیمی معیار اور سماجی معاشی، نسلی اور پیشہ ورانہ پس منظر کے شامل ہیں۔

۵۔ "زنا بالجبر ایک اضطراری فعل ہے"۔

حقیقت یہ ہے کہ زنا بالجبر ہمیشہ پہلے سے سوچا سمجھا جرم ہے۔ چاہے اس کا شکار بننے والی عورت کو پہلے سے نہ چنا گیا ہو لیکن اس جرم کی منصوبہ بندی پہلے سے کی جا رہی ہوتی ہے۔

یہ مغالطے اور غلط تصورات، جو ایک طویل عرصے کی غلط فہمی کا نتیجہ ہیں، کسی نہ کسی شکل میں دنیا بھر میں مروج رہے ہیں۔ دوسری چیزوں کی طرح زنا بالجبر پر، بطور ایک سماجی مسئلے کے سب سے پہلے مغربی ملکوں میں خصوصی توجہ دی گئی وہاں بھی زنا بالجبر کا نشانہ بننے والی عورت پر بیتنے والی قیامت ۱۹۶۰ء تک کسی خاص توجہ سے محروم رہی۔

عورتوں کی تحریک کے زور پکڑنے کے ساتھ ساتھ سماجیات اور علمِ جرم کے ماہرین خاتون صحافیوں اور نرسنگ کے پیشے سے وابستہ خواتین نے اس تباہ کن حادثے کے اس کی شکار ہونے والی عورت پر پڑنے والے اثرات کا مطالعہ اور ان پر تحقیق شروع کی۔

نفسیاتی طریقہ علاج میں کسی ہولناک واقعے سے گزرنے والے افراد پر ظاہر ہونے والے اثرات اور علامات کو

Post-Trauma Stress Syndrome

کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔ ان ہولناک واقعات میں زلزلہ، جنگ، اغوا اور تشدد جیسے واقعات شامل ہیں جن سے پیدا ہونے والے اثرات انسان کی تکلیف اٹھانے کی نارمل حد سے باہر ہوتے ہیں۔ زنا بالجبر کی شکار عورت پر پڑنے والے اثرات بھی اس سے ملتے جلتے ہوتے ہیں، اسی لیے ان کو

Rape Trauma Syndr[ome]

کا نام دیا جاتا ہے۔ اس سنڈروم کے تین مرحلے بیان کئے جاتے ہیں؛

i۔ بحران کا مرحلہ: جو زنا بالجبر کی واردات کے فوراً بعد آتا ہے۔

ii۔ قلیل مدت کا مرحلہ: جو واردات سے کئی ہفتوں یا مہینوں تک جاری رہتا ہے۔

iii۔ طویل مدت کا مرحلہ؛

بحرانی مرحلے میں سب سے نمایاں ردعمل شدید صدمے اور بے یقینی کا ہوتا ہے، اگرچہ اس اثر کی گہرائی مختلف ہوتی ہے۔ یہ ایسا ہی ہے، جیسے زنا بالجبر کی شکار عورت [کہ]ہ رہی ہو "نہیں، ایسا نہیں ہوسکتا" اس کی ظاہری صورتحال پُرسکون انداز سے لے کر مضطرب، لرزاں اور سسکیاں لینے کے انداز تک کچھ بھی ہوسکتی ہے۔

زنا بالجبر کی واردات کے بعد ہفتوں میں (یعنی قلیل مدت کے مرحلے کے دوران) اس کا نشانہ بننے والی عورت بظاہر نارمل نظر آنے لگی ہے۔ لیکن یہ مرحلہ اس کے لئے نہایت دشوار اور تکلیف دہ ہوتا ہے کیونکہ اس کے پورے وجود پر زنا بالجبر کا واقعہ مسلط ہوچکا ہوتا ہے۔ اس مرحلے کے دوران اکثر ظاہر ہونے والی سب سے زیادہ عام علامات یہ ہیں:

— خوف: عورت پر تنہائی یا گھر سے باہر نکلنے کا بے پناہ خوف مسلط ہوجاتا ہے۔

— بے خوابی اور ڈراؤنے خواب: زنا بالجبر کے بھیانک خواب ایک طویل عرصے تک جاری رہ سکتے ہیں۔ وہ عورتیں جنہیں نیند سے اچانک جگا کر اس جرم کا نشانہ بنایا گیا ہو رات کو ایک بھیانک خواب سے ڈر کر چیخ مار کر جاگ اٹھتی ہیں۔

— واردات کا منظر: زنا بالجبر کی واردات کا منظر اچانک عورت کے ذہن میں کسی بھی وقت گھومنے لگتا ہے اور اسے خوف میں مبتلا کردیتا ہے۔

— احساسِ جرم: عورت پر جرم اور غلطی کا احساس مسلط ہوجاتا ہے۔ وہ زنا بالجبر کے واقعے کو بار بار اپنے ذہن میں دُہراتی ہے تاکہ اپنی غلطی کو تلاش کرسکے۔ وہ کسی مخصوص لباس پہننے، دروازہ کھولنے اور زیادہ مزاحمت نہ کرنے پر خود کو ملامت کرنے لگتی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ عورتیں بھی، جنہیں بندوق کے زور پر زنا بالجبر کا ہدف بنایا گیا ہو، مزاحمت نہ کرنے پر احساسِ جرم میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔

— شرم اور گھبراہٹ: ان احساسات کے غلبے کی وجہ سے عورت کا لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا بے حد تکلیف دہ ہوجاتا ہے اور رفتہ رفتہ وہ تنہائی اختیار کرنے لگتی ہے۔

اسے خود سے گھِن آنے لگتی ہے اور وہ یہ سوچ سوچ کر کڑھنے لگتی ہے کہ لوگ اس کے بارے میں کیا سوچتے ہوں گے۔

— برہمی اور غصہ: اپنے آپ سے، مجرم سے اور عام طور پر تمام مردوں سے غصہ اور نفرت ایک اور عام ردِعمل ہوسکتا ہے۔ اس مرحلے میں وہ کسی بھی مرد پر بھروسا کرنے کی صلاحیت سے محروم ہوجاتی ہے۔

— خودکشی کے خیالات: بے بسی، ناطاقتی اور عدم تحفظ کے احساسات عورت پر اس حد تک غلبہ پاسکتے ہیں کہ وہ ذہن میں خودکشی کے خیالات کو جگہ دینے لگے۔

— جسمانی علامات: کھنچاؤ، سردرد، پیٹ کا درد، جنسی اور پیشاب کی بیماریاں، متلی وغیرہ کی علامات اس مرحلے کے دوران ظاہر ہوسکتی ہیں جب کہ عورت خود کو جذباتی طور پر نارمل رکھنے کی شدید جدوجہد کررہی ہو۔

تیسرے اور آخری مرحلے میں، جو طویل مدت کا مرحلہ ہے، روز روز کی تکلیفوں اور مشکلات سے نکل کر رفتہ رفتہ اپنی زندگی پر قابو پانے لگتی ہے۔ وہ اپنے احساسات کو رفتہ رفتہ پہچاننے لگتی ہے۔ اور اس حقیقت کو تسلیم کرلیتی ہے کہ اسے زنا بالجبر کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ دوسرے مرحلے کے برعکس، اس مرحلے میں اس میں پیدا ہونے والی تبدیلیاں خوف کا نہیں، بلکہ ارادے کا نتیجہ ہوتی ہیں۔

تکنیکی اصطلاح میں ایک عورت زنا بالجبر کا شکار بننے کے اثرات سے صحتیاب نہیں ہوسکتی، کیونکہ یہ کوئی بیماری نہیں ہے جس کا علاج ہوسکے۔ یہ ایک غیر انسانی تجربہ ہے جس کو اسے رفتہ رفتہ اپنی زندگی کے ایک حصے کے طور پر تسلیم کرنا ہوتا ہے۔ اس حادثے سے گزرنے کے بعد عورت میں اپنے متعلق اور دوسروں کے متعلق جو تصورات قائم ہوتے ہیں وہ مستقل ہوجاتے ہیں۔ اس عمل میں مہینے نہیں، کئی برس لگتے ہیں۔

اپنے دفتر میں میری اس عورت سے پہلی ملاقات کو کئی سال گزر چکے ہیں۔ اس کا بھیانک خواب اب تک ختم نہیں ہوا اور نہ میرا صدمہ۔

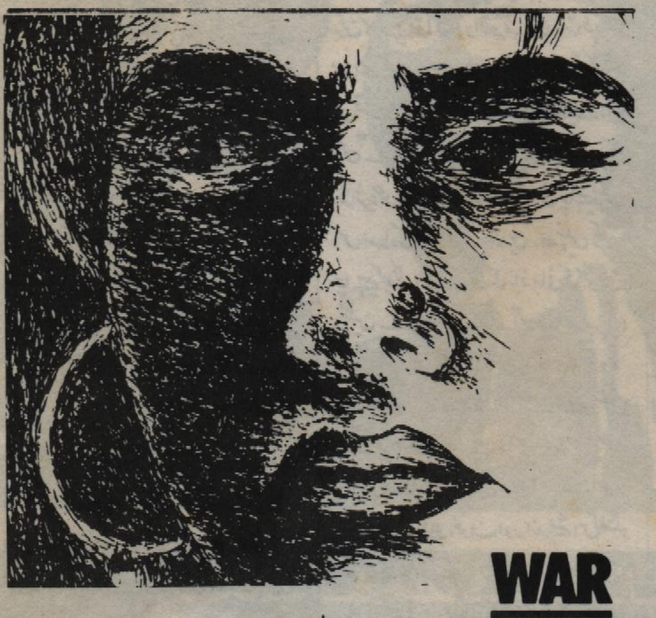

WAR کا عام اجلاس
۶ مارچ ۱۹۹۰ء

اب تک تمام عام اجلاسوں کا طریق کار یہ رہا ہے کہ مہمان مقررین کی جانب سے پریزنٹیشن کی جاتی ہے جس کے بعد حاضرین اس پر تبصرے اور سوالات پیش کرتے ہیں۔ اس بار ڈاکٹر سعدیہ اور ڈاکٹر فاطمہ نے بچوں کے جنسی استحصال کے بارے میں ایک مختصر پریزنٹیشن کی جس کے بعد ایک اجتماعی گفتگو کا آغاز کیا گیا تاکہ حاضرین کی شمولیت زیادہ سے زیادہ ہوسکے۔

اس مقصد کے لیے حاضرین کو دس دس افراد پر مشتمل تین گروپوں میں تقسیم کردیا گیا اور ہر گروپ کو زنا بالجبر کی ایک واردات کے واقعے کی تفصیلات مطالعے کے لیے دی گئیں (واقعہ نمبر ۱ ایک گروپ کو دیا گیا اور واقعہ نمبر ۲ دو گروپوں کو۔) اس کے ساتھ انھیں گفتگو کرنے کے لیے چند سوالات بھی دیئے گئے۔ یہ مطالعہ ۴۰ منٹ تک جاری رہا جس کے بعد تینوں گروپ دوبارہ یکجا ہوئے اور ہر گروپ کے ترجمان کو پانچ پانچ منٹ دیئے گئے کہ وہ اپنے گروپ میں ہونے والی گفتگو کا خلاصہ پیش کرے۔ اس پر تمام حاضرین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور آخر میں گفتگو کی، میزبان وار کی کارکن نے اختتامی خلاصہ پیش کیا۔

جن دو واقعات پر گفتگو ہوئی وہ یہ ہیں؛

واقعہ نمبر ۱؛

بیگم الف، ایک شادی شدہ عورت جس کی عمر تقریباً تیس سال ہے، اپنے بچوں کے ساتھ کمرے میں سو رہی ہے۔ اس کا شوہر شہر سے باہر گیا ہوا ہے۔ تین مسلح افراد گھر میں گھس آتے ہیں اور گھر کی تمام قیمتی اشیاء طلب کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک شخص زیورات تلاش کرنے کے بہانے عورت کو ایک کمرے میں لے جاتا ہے اور وہاں اس کے ساتھ زنا بالجبر کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ اسے دھمکی دیتا ہے کہ کہ اگر اس واقعے کا کسی سے تذکرہ کیا تو اس کی اور اس کے بچوں کی جان خطرے میں پڑ جائے گی۔

کیا وہ اپنے شوہر کو اس واقعے کے بارے میں بتائے گی ہ کیا اسے بتانا چاہیئے؟

اس کے شوہر کا آپ کے خیال میں کیا ردعمل ہوگا؟

آپ کے خیال میں اس عورت پر کیا گزر رہی ہے؟

واقعہ نمبر۲:

ج، ایک ۲۵ سالہ غیر شادی شدہ پرکشش لڑکی ہے جو ایک دفتر میں کام کرتی ہے۔ وہ کئی ماہ سے اپنے ایک مرد ساتھی کے ساتھ ایک پروجیکٹ پر کام کر رہی ہے۔ اس پروجیکٹ کی بروقت تکمیل کی خاطر ج اور اس کا ساتھی ایک جمعے کے روز کام نمٹانے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ ج کے والدین اس کی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ ان کے خیال میں ج کو ایک مرد کے ساتھ تنہائی میں کام نہیں کرنا کرنا چاہیے۔ ج کو اپنے ساتھی پر بھروسا ہے اور وہ دفتر چلی جاتی ہے۔

دفتر میں اس کا ساتھی اسے بندوق کے زور پر زنا بالجبر کا نشانہ بناتا ہے۔

۱۔ اس پر ج کی کیا کیفیت ہوگی؟

۲۔ اسے کیا کرنا چاہیے تھا؟

۳۔ کیا اسے اپنے والدین کو آگاہ کرنا چاہیئے

۴۔ آپ اسے کیا مشورہ دیں گے؟

ان واقعات پر گفتگو کے جو خلاصے پیش کیے گئے، ان کے مطابق تمام گروپوں نے زنا بالجبر کا شکار ہونے والی عورت کے احساسات کا بخوبی اندازہ کرلیا، اور ان کی رائے تھی کہ متاثرہ عورت کو خاموشی اختیار نہیں کرنی چاہیئے، بلکہ اپنی بات کہہ کر اپنے لیے امداد طلب کرنی چاہیے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ گروپوں کے اراکین کے خیال میں اس واقعے کے بارے میں خاندان کو آگاہ کرنے کا دارومدار متاثرہ عورت کے اپنے خاندان سے تعلق ہے (واقعہ نمبر۱ میں شوہر کے ساتھ اور واقعہ نمبر۲ میں والدین کے ساتھ) گفتگو میں حصہ لینے والوں نے اس شبہے کا اظہار کیا کہ خاندان والوں کے مقابلے میں امداد فراہم کرنے والی انجمنیں یا غیر رشتے دار افراد مثلاً دوست اس سلسلے میں زیادہ مددگار ثابت ہوسکتے ہیں۔

تقسیم شدہ گروپوں کے اراکین نے ان واقعات پر پورے جوش و جذبے سے گفتگو کی اور مختلف نقطہ نظر پیش کئے جن کا بدقسمتی سے خلاصوں میں ذکر نہیں کیا جاسکا۔ ایک رکن کا اصرار تھا کہ (واقعہ نمبر۲ کا) متاثرہ عورت زنا بالجبر کے مجرم کی مزاحمت کرسکتی تھی کیونکہ اس قسم کے مجرم "بزدل" ہوتے ہیں۔ ایک اور رکن نے خیال ظاہر کیا کہ اگرچہ (واقعہ نمبر۲ کی) متاثرہ عورت کو امداد طلب کرنی چاہیے لیکن اس امداد کی توقع اپنے والدین سے نہیں رکھنی چاہیے کیونکہ اس نے ان کی نافرمانی کی تھی کچھ اراکین نے بے اختیار کہا کہ اگر (واقعہ نمبر۱ کی) متاثرہ عورت نے اپنے شوہر کو آگاہ کیا تو وہ اسے طلاق دے دے گا، اس لئے اسے اس واقعے کو بھلا دینا چاہیے۔ اس طرح عام طور پر زنا بالجبر کے بارے میں مروج بہت سی روایات، مغالطے، خوف اور اندیشے اس گفتگو میں بھی ظاہر ہوئے۔ اگرچہ بہت سے حاضرین نے زنا بالجبر کی واردات کے اثرات کے بارے میں اور اس خاموشی کو توڑنے کی ضرورت کے بارے میں شعور کا ثبوت دیا۔ جیسا کہ گفتگو میں حصہ لینے والے ایک فرد نے بجا طور پر کہا۔ "عورت کو خاموش نہیں رہنا چاہیے تاکہ نہ صرف اس کو بلکہ تمام عورتوں کو تحفظ حاصل ہوسکے"۔

زنا بالجبر کا شکار ایک خاتون کی خاموش چیخ

ہمارا تعلق ایک درمیانے درجے کی پاکستانی فیملی سے تھا۔ جس کے نہ تو کوئی سیاسی روابط تھے اور نہ ہی دولت کے انبار اور نہ ہی کوئی دشمن۔

میں ایک ۱۹ سالہ نوجوان لڑکی تھی جسے زندگی سے محبت تھی جس کے پاس منصوبے، امیدیں اور قہقہے تھے ——— میں ملکی حالات کے لیے صرف ایک پرخلوص تماشائی تھی جسے اب تک کسی خراب صورتحال سے سابقہ نہ پڑا تھا۔ تاہم میرا خود سے یہ وعدہ تھا کہ مجھ سے جہاں تک ہوسکا، اپنے وطن اور لوگوں کیلئے کسی مدد سے دریغ نہیں کروں گی لیکن مجھے بہت کم علم تھا کہ کس بے رحمی سے اس طرح کے حالات میرے سامنے آئیں گے کہ میں اپنی ذات میں ہی بکھر کر رہ جاؤں گی۔ آخر مجھ سے کیا غلطی ہوئی؟ مجھے کس جرم میں سزا کا مستحق قرار دیا گیا؟

میں اب ایک خالی خول کی مانند ہوچکی ہوں۔ ۱۹ سال کی عمر میں مجھے موت اس سارے عذاب سے نجات کا واحد راستہ نظر آتی ہے۔

میں نے ان سے قتل کی بھیک مانگی لیکن ان کے ظالمانہ اور وحشیانہ قہقہے مجھے جواب میں سنائی دیئے جو آج تک میری سماعت پر ہتھوڑے برسا رہے ہیں۔ امید کا لفظ میری زندگی کی لغت سے نکل چکا ہے۔ میں نے اپنے معاشرے کے سب بھیانک جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔ مجھے زنا بالجبر کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

نامعلوم۔ ڈان میں شائع شدہ

جمعہ ایڈیشن ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء

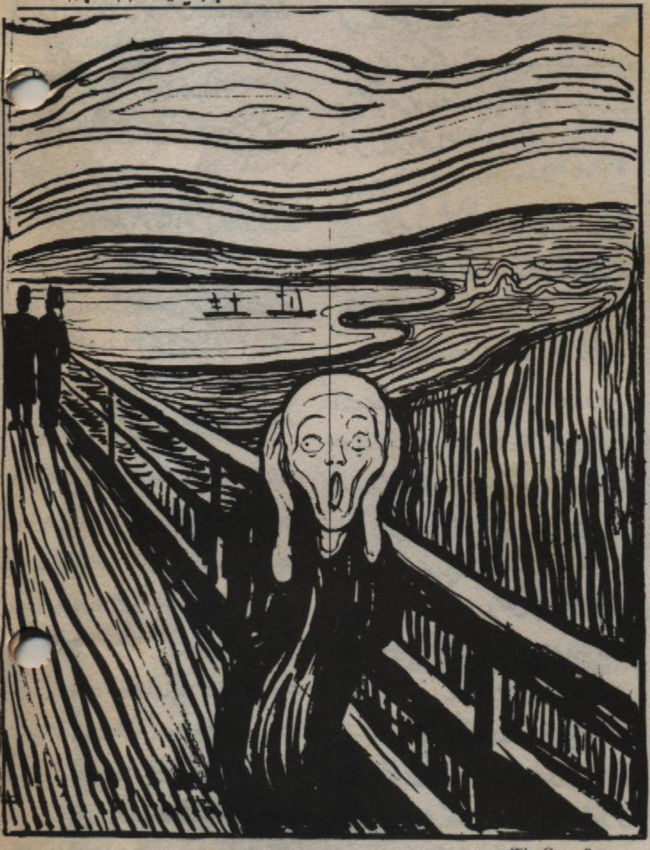

EDVARD MUNCH *The Cry. 1895*

زنا بالجبر کا شکار ہونے والی ایک عورت کے نام کھلا خط

میں تمھیں نہیں جانتی، پھر بھی مجھے رونا آیا، تم پر، اپنے آپ پر اور تمام دوسرے لوگوں پر۔ میں تمھیں بتانا چاہتی ہوں کہ تمھاری فریاد میرے کانوں تک پہنچی، میں نے تمھارا درد بھی محسوس کیا ہے اور تمھارے آنسوؤں میں شریک ہوئی ہوں۔ لیکن میں مایوس نہیں ہوئی۔ میں خود کو مایوس نہیں ہونے دوں گی۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا، مجھے بھی ایک حیوان کے ہاتھوں جو خود کو انسان کہتا تھا، زنا بالجبر کا نشانہ بننا پڑا تھا یہ سب رات کی تاریکی میں بندوق کے زور پر ہوا۔ تب سے لے کر میں اس معاشرے کی منافقت کے ہاتھوں بار بار زخمی ہوتی رہی ہوں۔ یہ بھی زنا بالجبر تھا۔ رازداری کے ہاتھوں مردانہ برتری، مذہب، سیاست، نسوانی کمزوری اور مشرقی تہذیب کے ہاتھوں۔ لیکن اب میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔ اب حساب لینے کا وقت آگیا ہے۔ میں کراچی شہر کو اپنے عذاب کا ذمے دار ٹھہراتی ہوں۔ میں اس معاشرے کے ہر فرد سے کہتی ہوں "تم ذمے دار ہو، تم، تم! تم نے مجھے احساسِ جرم میں مبتلا کیا، جبکہ میرا کوئی قصور نہ تھا۔ تم مجھے شرمندگی میں مبتلا کرنے کے ذمے دار ہو جبکہ اس کا کوئی جواز نہ تھا۔ تم نے مجھے ایک ایسے جرم کے بارے میں خاموش رہنے کی قسم دلائی جو میں نے نہیں کیا تھا۔ میں تم سے مطالبہ کرتی ہوں کہ اپنا رویّہ تبدیل کرو۔ اس شرمناک غلیظ سچ کا سامنا کرو جو ہمارے وجود میں کینسر کی طرح پھیل رہا ہے۔ میں تم سے مطالبہ کرتی ہوں کہ خاموشی کی اس دیوار کو گرا دو، جس نے ہم سب کو قید کر رکھا ہے"۔

اور میری کم سِن دوست، میں تم تک پہنچ کر تمھیں تسلی دینا چاہتی ہوں۔ تم اپنی طرف دیکھو، کیونکہ یہ امکان تمھارے ہی اندر موجود ہے کہ تم اپنے درد، اپنی اذیت کو ایک ایسی قوت میں تبدیل کردو جو تمام عورتوں کی زندگیوں کو چھو سکے، کیونکہ یہ جدوجہد صرف میری یا تمھاری نہیں۔ یہ جدوجہد ان تمام عورتوں، اور ان تمام مردوں، کی ہے جو انسانیت پر مبنی معاشرے کی امید میں زندہ ہیں۔ یہ کام آسان نہیں ہے، لیکن ممکن ضرور ہے۔ تمھاری تحریر سے میں نے قوت حاصل کی۔ میں چاہتی ہوں کہ میری تحریر سے تمھیں امید حاصل ہو، اپنے لیے، میرے لیے اور سب کے لیے۔

لاھور سے ایک خط

لاھوری

وار اگینسٹ ریپ (وار) نے حال ہی میں وزیراعظم کو کراچی میں ہونے والے ایک نہایت بہیمانہ قتل کے بارے میں ایک خط لکھا تھا۔ ان کی خواہش تھی کہ میں یہ خط اپنے کالم میں ایک اپیل کے طور پر نقل کر کے اسے عام کر دوں.

بدقسمتی سے یہ ممکن نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے لیکن اگر ایسا نہ بھی ہوتا اور میں یہ خط اپنے کالم میں چھاپ بھی دیتا تو اس سے کوئی مقصد حاصل نہ ہوتا.

آخر وزیراعظم اتنی دور کراچی میں ہونے والے ایک جرم کے سلسلے میں کیا کر سکتی ہیں ؟ انہیں عورتوں کو نشانہ بنانے والے جرائم کی بڑھتی ہوئی تعداد کے بارے میں یقیناً تشویش ہوگی، لیکن اب ہم ان سے انفرادی معاملات کا حل تلاش کرنے کی توقع تو نہیں کر سکتے .

ہمیں وزیراعظم کے نام اپیل سے زیادہ کسی موثر اقدام کی ضرورت ہے۔ ہمیں سب کے نام اپیل کرنے کی ضرورت ہے کہ وار میں شامل ہوں۔ ہمیں پوری قوم کو متحرک کرنے کی ضرورت ہے تاکہ زنا بالجبر کے خلاف جنگ جیتی جا سکے، عورتوں کے خلاف کئے جانے والے دوسرے جرائم کا خاتمہ کیا جا سکے اور جنس کی بنیاد پر روا رکھے جانے والے امتیازی سلوک کو ختم کیا جا سکے۔ ہمیں ایک مجرم کو نہیں تمام مجرموں کو پکڑنا، زنا بالجبر کی واردات کے ایک ذمے دار کو نہیں بلکہ تمام ذمے داروں کو۔

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ جنرل ضیا کے دور میں برسوں کی "اسلامائزیشن" کے باوجود جرم اور تشدد کو نئی بلندیاں کیوں حاصل ہوئیں ؟ ۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۸ء تک سماجی اداروں کی جو تباہی ہوئی ہے، اس کے بعد ان کی تعمیرِ نو میں برسوں لگیں گے۔ ہمیں وزیراعظم سے معجزوں کی توقع نہیں کرنی چاہیئے۔ ہم سب کو وار میں شامل ہو کر اس صورت حال کو درست کرنے کی جدوجہد کرنی ہوگی۔

زنا بالجبر کے خلاف جنگ